مالی لحاظ سے بھی خاصے مضبوط تھے اور عوامی شہرت کے مالک بھی تھے، جب آپ اتنے بڑے کام کا بیڑا اُٹھانا چاہتے ہیں تو چاہیئے کہ دارالعلوم چلانے سے پیشتر آپ ایک طویل اور ملک گیر دورہ کریں۔ تاکہ مناسب تعارف ہو جائے۔

مولانا نے مسکراتے ہوئے فرمایا: "جس چیز نے اوروں کا بیڑا ڈبویا ہے آپ ہمیں اُسی کا مشورہ دے رہے ہیں"

میں نے متعجب ہو کر عرض کیا: "اس ناکامی میں منتظمین کی کوتاہی کو دخل نہیں بلکہ عوام کے جمود اور صحیح تربیت کا فقدان ان ناکامیوں کا باعث بنا"

مولانا نے فرمایا:۔

"نہیں بھائی! آپ نے ان کی ناکامی کے اسباب و علل پر غور ہی نہیں کیا۔ ان کی ناکامی کی سب سے بڑی علت یہ ہے کہ انہوں نے پروپیگنڈے کو مقدم سمجھا اور عملی کام کو مؤخر کیا اور ہمارا اصول یہ ہے کہ اللہ کا نام لے کر چلو اور محنت، خلوص اور دیانتداری سے کام کرو اور مقصد کے حصول کے لیے فداکارانہ اور ہمہ وقت جدوجہد جاری رکھو پھر عوام تو کیا پوری کائنات آپ کو اپنی ہمنوا نظر آئے گی۔ آپ نے شاید دارالعلوم دیوبند کی تاریخ پر نظر نہیں ڈالی ورنہ آپ کو معلوم ہوتا کہ جس دارالعلوم کے تیار کیے ہوئے مبلغین لاکھوں کی تعداد میں آج دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوتے ہیں اور جس کی پُرشکوہ عمارت آج سرکاری بلڈنگوں پر خندۂ استہزاء کر رہی ہے، اس کی ابتداء ایک پیڑ کے نیچے صرف ایک اُستاد اور ایک ہی شاگرد سے ہوئی تھی"

مولانا کی باتیں اُن کے دلی خلوص کی ترجمان تھیں اور ان کی گفتگو سے تدبر و عظمت ٹپکتی تھی اس لیے مجھے خواہمخواہ ان کے سامنے سپرانداز ہونا پڑا میں نے مولانا کے آئینۂ گفتار میں دارالعلوم کے مستقبل کی ایک دُھندلی سی تصویر دیکھ لی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جب صرف گنتی کے چند طلباء محلہ ٹیگاں کی چھوٹی سی مسجد میں زانوئے شاگردی تہہ کرتے تھے۔ اور آج اکوڑہ خٹک کے جنوب مغرب میں بر لب سڑک جدید طرز کی اس عظیم الشان بلڈنگ میں جس پر پانچ لاکھ کے قریب مصارف آئے ہیں (یہ تحریر ۱۹۶۰ء کی ہے اور دارالعلوم کی رفتارِ کار کا آغاز تھا اور پھر پانچ لاکھ بھی آج کے نہیں آج سے ۳۲ سال قبل کے) گیارہ سو تشنگانِ علوم دینیہ اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔

یہ عظیم الشان دینی کارخانہ اسی خاک نشین مردِ درویش شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ بانی مبانی و مہتمم کے عزم و استقلال اور خلوص نیت کا جیتا جاگتا مظہر ہے جنہوں نے صرف اللہ کے بھروسے پر انتہائی بے سروسامانی اور نامساعد حالات میں اس کی بناء رکھی ہے

ہوا ہے تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ عارفانہ

(بشکریہ ماہنامہ "عروج اسلام" لاہور، اگست ستمبر ۱۹۶۰ء)

عبدالحقؒ کے نام سے اک دیدہ ور پیدا ہوا

مولانا محمد یوسف، مانسہرہ (فاضل دیوبند)

سنگریزوں کی زمین میں اک گہر پیدا ہوا
عبدالحقؒ کے نام سے اک دیدہ ور پیدا ہوا
جس کو کہتے ہیں کمالِ اَدب سے شیخ الحدیث
سرزمینِ پاک میں ایسا جوہر پیدا ہوا
ناز کرتی ہے زمینِ پاک جس کی ذات پر
ایسا فخرِ روزگارِ عالم اِدھر پیدا ہوا
ہند میں جس نے جلائے علم و حکمت کے چراغ
اے اکوڑہ تجھ میں ایسا نامور پیدا ہوا
جس کی صورت جس کی سیرت آپ تھی اپنی مثال
صورت و سیرت میں وہ مثلِ قمر پیدا ہوا
بانٹتا جب وہ درس میں علم و حکمت کے گلاب
سب یہ کہتے علم کا یہ تاجور پیدا ہوا
گمرہی اور اس جہالت کی شبِ تاریک میں
وہ چراغِ علم وہ نورِ سحر پیدا ہوا
موڑ دیں جس نے طنابیں وقتِ ناہموار کی
دَورِ پُرآشوب میں ایسا نڈر پیدا ہوا
دیکھتے ہی جس کو آجائے مَعًا یادِ خدا
ایسا قدسی صفت یہ عالی بشر پیدا ہوا
تیری رحلت سے جہاں میں اے مرے شیخِ عظیم
موتِ عالِم موتِ عالَم سا حشر پیدا ہوا